یٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ تَعَالَوۡا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَكُمۡ

کے اصول پر آپس میں تعلقات استوار کرو

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵/ دسمبر ۱۹۸۹ء بمقام مسجد فضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیت کریمہ تلاوت کی۔

قُلۡ يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ تَعَالَوۡا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَكُمۡ اَلَّا نَعۡبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشۡرِكَ بِهٖ شَيۡـًٔـا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعۡضُنَا بَعۡضًا اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُوۡلُوا اشۡهَدُوۡا بِاَنَّا مُسۡلِمُوۡنَ ۝ (آل عمران: ۶۵)

پھر فرمایا:۔

سورۂ ال عمران حق اور باطل کے درمیان مجادلے کو تین مختلف ادوار کی صورت میں ہمارے سامنے پیش کرتی ہے اور اِن ادوار کی ایک خاص ترتیب مقرر ہے۔ سب سے پہلے استدلال کا دور ہے سب سے پہلے حجت کا اور اتمامِ حجت کا عرصہ ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو سورۂ آل عمران اُس دور میں اپنے مخالفین سے بحث مباحثے میں مصروف دکھاتی ہے اور بڑے بھاری اور قوی استدلال کے ذریعے اور نا قابل تردید حجت کے ذریعے ان مخالفین کو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سچائی کی راہ دکھاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ کج بحثی میں انتہاء کو پہنچ جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ہر پڑھنے والے پر یہ بات روشن ہو جاتی ہے کہ یہ مخالف فریق اب دلیل،

استدلال، حجت، عقل و خرد کے ذریعے بات کو سمجھنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔ اس وقت ل لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ (الشوریٰ:۱۶) کا اعلان ہوتا ہے اور یہ بتایا جاتا ہے کہ اب اس کے بعد تمہارے بڑوں اور ہمارے سربراہوں کے درمیان حجت کا دور ختم ہو چکا۔ پھر مباہلے کی بات چلتی ہے، پھر پہلی مرتبہ قرآن کریم حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدایت فرماتا ہے کہ رابطے اب بھی قائم رہیں گے مگر اور نوعیت کے رابطے بن کر قائم ہوں گے۔ اب ان کو تو مباہلے کا چیلنج دے اور ان سے کہہ کہ جو فیصلے استدلال کی دنیا میں طے نہیں ہو سکے وہ آسمان کی عدالت میں پیش کئے جائیں اور آسمان سے ان کے فیصلے چاہے جائیں۔

جماعت احمدیہ میں بھی، جماعت احمدیہ کی اس تاریخ میں بھی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ظاہر ہوئی ہم نے انہیں دو ادوار کو اسی طرح یکے بعد دیگرے رونما ہوتے دیکھا۔ مباہلے کے دَور کے بعد بظاہر یہ تأثر پڑتا ہے کہ اب رابطے کلیۃً منقطع ہو چکے ہیں مگر قرآن کریم کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ رابطے منقطع نہیں ہوتے بلکہ ایک نئے دور میں داخل ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ عقل بظاہر یہ نتیجہ نکالتی ہے کہ جب عدالتِ عالیہ یعنی خدا تعالیٰ کی عدالت میں معاملہ پیش کر دیا گیا تو پھر اب کون سے رابطے کی راہ باقی رہ جاتی ہے مگر جو آیت مَیں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے یہ مباہلے کے بعد کی آیت ہے اور مباہلے کے بعد خدا تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتا ہے کہ اب تیسری قسم کی رابطے کی یہ صورت اختیار کرو۔ حجت کی راہ ختم ہو گئی۔ مباہلے کا اثر دیکھ لیا گیا۔ اب تو اِن سے کہہ يَآ أَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ بہت ہی عظیم الشان پیغام ہے۔ گہری حکمتیں ہیں۔ اُن قوموں کے لئے جو دوسری قوموں سے کسی نظریاتی دنیا میں نبرد آزما ہوتی ہیں۔ فرمایا اے محمد! صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم (یعنی نام تو نہیں لیا گیا مگر مخاطب آپ ہی کو فرمایا گیا ہے) تُو اب اِن سے کہہ دے کہ اے اہلِ کتاب اختلافی باتیں اب بھول جاؤ۔ اختلاف طے کرنے کی دو ہی راہیں تھیں ایک استدلال کے ذریعے دوسرے خدا تعالیٰ کی عدالت میں بات کو پہنچا کر۔ یہ دونوں راہیں ہم نے اختیار کر لیں اب تعاون کی بات کرو۔ اُن باتوں میں تعاون کی بات کرو جن پر ہم دونوں یقین رکھتے ہیں، جہاں اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں۔ جو باتیں تمہیں بھی درست تسلیم ہیں اور جو باتیں ہمیں بھی درست تسلیم ہیں اُن میں

روٹھنے کا کیا مقام ہے یا اُن میں روٹھنے کا کیا جواز بنتا ہے۔ آپس میں تعلقات کو اب اس اصل پر استوار کرو کہ جو اچھی باتیں تم بھی تسلیم کرتے ہو اور ہم بھی تسلیم کرتے ہیں، تم بھی انہیں حق سمجھتے ہو اور ہم بھی انہیں حق سمجھتے ہیں اُن اچھی باتوں میں ایک دوسرے سے تعاون کریں اور بنی نوع انسان کے فائدے کی کوئی صورت بنائیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تاریخ بھی انہیں تین ادوار کی صورت میں یکے بعد دیگرے ظاہر ہوئی اور آپ کی ساری زندگی کی جدّ وجہد کا خلاصہ یہی بنتا ہے کہ آپ کے جہاد کا آغاز مجادلے سے ہوا اور مناظرے سے ہوا اور استدلال سے ہوا اور حُجت سے ہوا۔ چنانچہ براہین احمدیہ آپ کی وہ پہلی کوشش تھی جس کے ذریعے آپ نے اسلام کو، اسلام کے مدّ مقابل لوگوں کے سامنے بڑے بھاری استدلال اور براہان کے ذریعے پیش کیا۔ جب یہ دَور اپنے طبعی نقطۂ معراج کو پہنچا اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے محسوس کیا کہ اب مناظروں سے فائدہ کوئی نہیں تو آپ نے اعلان فرمایا کہ اب مَیں مزید مناظروں میں نہیں الجھوں گا۔ تب آپ نے مباہلے کا طریق اختیار کیا اور یہ مباہلے کا دَور بھی ایک لمبے عرصے تک جاری رہا اور اس کے نتائج خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جس رنگ میں بھی ظاہر ہوئے آج تک جماعت اُن سے استفادہ کرتی چلی جارہی ہے اور آئندہ ہمیشہ مباہلے کے اُس عظیم الشان دَور سے جماعت استفادہ کرتی رہے گی۔ اِس دَور کے اختتام پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی وہی تیسری راہ اختیار کی جو قرآن کریم نے دکھائی تھی اور آپ کا آخری پیغام اپنے معاندین اور مخالفین کے نام ''پیغام صلح'' کا پیغام تھا یعنی وہ پیغام جو آپ کے آخری رسالہ ''پیغام صلح'' میں طبع ہوا لیکن اُس سے پہلے آپ نے مختلف رنگ میں بارہا دُشمنوں کو تعاون کی طرف بلایا اور یہ پیشکش کی خصوصیت سے مسلمانوں کو کہ جن باتوں میں تم بھی ایمان رکھتے ہو اور مَیں بھی ایمان رکھتا ہوں۔ جن باتوں میں تم بھی اسلام کے لئے خیر خواہی کے خواہاں ہو اور ہمارا آپس میں کوئی اختلاف نہیں اور مَیں بھی خیر خواہی کا خواہاں ہوں اور تمہیں اِس بارہ میں مجھ سے کوئی اختلاف نہیں، اُن باتوں میں مِل کر اسلام کی خدمت کیوں نہ کریں اور اگر مِل کر خدمت نہیں کر سکتے تو کم سے کم تم مجھ سے لڑنا چھوڑ دو۔ **مجھے کچھ عرصہ مہلت دو کہ مَیں تنہا اسلام کے جری پہلوان کی طرح اسلام کے ہر دشمن کے مقابلہ کے لئے ہر لڑائی کے میدان میں نکل کھڑا ہوں۔** تم

اگر میری مدد نہیں کرنا چاہتے تو نہ کرو لیکن دشمنی اور فساد سے اپنے ہاتھ روک لو اور پیٹھ پیچھے سے خنجر گھونپنے کا کام بند کرو۔ یہ آپ کا پیغام تھا جو مختلف شکلوں میں مختلف وقتوں میں، مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتا رہا اور آخر اُس رسالے پر منتج ہوا جس کا نام ''پیغام صلح'' ہے اور اس میں آپ نے صرف مسلمانوں کو ہی نہیں، دنیا کی تمام قوموں کو قدر مشترک پر اکٹھے ہونے کی دعوت دی اور فرمایا کہ امن اور صلح اور آشتی کے ساتھ ہم بھلائی کی خدمت کریں اور فساد کو دنیا سے مٹا دیں۔ اُن نیک کاموں پر اکٹھے ہو جائیں جن نیک کاموں کو ہم سب نیک کام ہی سمجھتے ہیں۔ پس دیکھئے اسلام کتنا عظیم الشان مذہب ہے اور قرآن کریم کی ایک ایک سورۃ کتنی حیرت انگیز گہرائیاں اپنے اندر رکھتی ہے۔ سورۃ آل عمران کا آپ نے بارہا مطالعہ کیا ہوگا لیکن شاید ہی کبھی یہ خیال گزرا ہو کہ ایک مومن کے مجادلے کی ساری زندگی کو تین ادوار میں سمیٹ کر یہ پیش کر رہی ہے اور ہر دور کا دوسرے دَور کے ساتھ ایک طبعی تعلق ہے اور اس ترتیب کو بدلا نہیں جا سکتا۔ اگر انسان کے دماغ کی بات ہوتی تو اس نے مباہلے کو سب سے آخر پر رکھنا تھا اور وہاں بات توڑ دینی تھی مگر یہ خدا کا حکیمانہ کلام تھا جہاں انسانی استدلال کو راہ نہیں ہے اور انسانی استدلال وہاں تک پہنچ نہیں سکتا۔ چنانچہ کیسی عظیم الشان ترتیب قائم کی ہے کہ بنی نوع انسان کے درمیان کبھی بھی روابط منقطع نہیں ہوں گے۔ مباہلے تک بات پہنچنے کے بعد بھی تعلقات استوار کرنے کی کوشش کرنا ایک مومن کا فرض ہے اور اسی خاطر مومن کو کھڑا کیا گیا ہے۔

پس جماعت احمدیہ کا جہاں تک تعلق ہے اگر کسی دل میں یہ وہم پیدا ہو رہا ہو کہ اب مباہلہ ہو چکا۔ اب ہمارا ان سے کوئی رابطہ نہیں رہا، اب ہمارے تعلقات ٹوٹ گئے۔ اب جدائیوں کی فصیلیں حائل ہو گئیں تو یہ خیال جھوٹا ہے۔ یہ تین مجادلوں کا دَور بار بار ظاہر ہوتا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی یہ دَور اسی شکل سے اسی ترتیب سے ظاہر ہوتا رہا ہے اور گزشتہ اسلام کی تاریخ میں بھی ہم اسی قسم کے نظارے سنتے ہیں کہ رابطے کبھی بھی نہیں ٹوٹے اور جب بھی رابطے دوبارہ قائم ہوئے، اسی تدریج سے اور اسی ترتیب سے قائم ہوئے۔ پہلے برہان کو استعمال کیا گیا اور استدلال کو استعمال کیا گیا پھر خدا کی عدالت میں مقدمے پیش ہوئے اور بالآخر اس قدر مشترک کی طرف قوموں کو بلایا گیا جو سب کے ایمان کا مشترک جزء ہے۔ اس پہلو سے جماعت احمدیہ کے مجادلے کا دَور ختم نہیں ہوا اور میں تمام عالمگیر جماعت کو اس طرف متوجہ کرتا ہوں کہ اپنے

روٹھے ہوئے، اپنے ناسمجھ، غلط فہمیوں میں مبتلا بھائیوں کو یہ نہ کہا کریں کہ اب ہم نے تمہارا معاملہ عدالتِ عالیہ میں پہنچا دیا ہے۔ اب اپنی ہلاکت کا انتظار کرو ہمیں ہرگز ہلاکت کے لئے پیدا نہیں کیا گیا۔ ہمیں مارنے کے لئے نہیں، ہمیں زندہ کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور یہ وہ جماعت احمدیہ کی بنیادی شخصیت ہے، مرکزی شخصیت ہے جس پر کسی قیمت پر آنچ نہیں آنے دینی چاہئے۔ اس لئے اپنے تعلقات کو منقطع نہ کریں۔ اپنے تعلقات کو بڑھائیں، ان میں زیادہ محبت پیدا کریں، زیادہ خلوص پیدا کریں اور نیکی کی ایسی باتوں کی طرف لوگوں کو بلائیں جن میں ان کے اور ہمارے درمیان عقائد کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اِس پہلو سے اگر آپ اسلام کی تعلیم کا جائزہ لیں تو آپ حیران رہ جائیں گے کہ وہ بہتّر فرقے جو آپس میں ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے اور مختلف قسم کے عقائد پر ایک دوسرے سے شدید اختلاف رکھتے ہیں، بنیادی نیکی کے تصور میں ایک دوسرے کے ساتھ پوری طرح متحد اور متفق ہیں، بنیادی نیکی کا تصور ہر جگہ ایک ہی ہے۔ اخلاقِ حسنہ کے تصور میں الّا ماشاء اللہ سوائے اس کے بعض مزاج بگڑ چکے ہوں، بعض فطرتیں مسخ ہو چکی ہوں، کوئی فرق نہیں ہے۔ پاکستان میں بھی جہاں مسلمان علماء نیکی کے تصور کو بھی مروڑ تروڑ کر اور مسخ کر کے اہل پاکستان کے سامنے پیش کرتے ہیں اور یہ بتانے کی اور یہ یقین دلانے کی کوشش کرتے ہیں کہ خدا کے نام پر کسی کی جان لینا، ظلم کرنا، عورتوں پر ہاتھ اُٹھانا، ان کی عزتیں لوٹنا، لوگوں کے گھر جلانا، ان کے مال لوٹنا اور ہر طرح سے خدا کے نام پر نفرتیں پھیلانا جائز ہے بلکہ باعث ثواب ہے۔ اُن لوگوں کی بات مَیں نہیں کر رہا لیکن اس کے باوجود پاکستان کے عوام الناس کا مزاج اُن کے اس دعوے کو قبول نہیں کرتا۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ ہر شریف النفس اور مُنصف مزاج انسان اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ مَیں نے ایک دفعہ پہلے بھی جماعت کو اس بات پر متوجہ کیا تھا کہ پاکستان کے چند علماء کی شدید دشمنی اور شدید عناد کے نتیجے میں آپ جو دکھ محسوس کرتے ہیں وہ اپنی جگہ بجا ہے لیکن اس دکھ کے ردّعمل میں پاکستان کے سادہ لوح مسلمان عوام کے خلاف اپنے دل میں نفرت نہ پیدا ہونے دیں۔ امرِ واقعہ یہ ہے کہ اُن کا مزاج سادگی کے ساتھ اسلام پر ہے اور ان میں سے بھی ایک بہت ہی تھوڑا طبقہ ہے جو ان علماء کی بات پر کان دھرتا اور ان کے کہنے پر قتل و غارت کے لئے اُٹھ کھڑا ہوتا ہے ورنہ قوم کی بڑی بھاری اکثریت، بڑی بھاری اکثریت ایسی ہے جو ان کی باتیں سنتی ہے اور ان پر کان نہیں دھرتی۔ ایسی

بھاری اکثریت جن کے دل میں ان کے جھوٹ سُن سُن کر آپ سے شدید نفرت بھی پیدا ہو چکی ہے اور اس بات کو آپ خوب اچھی طرح سمجھ لیں ۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ اُن کے جھوٹوں کا کوئی اثر نہیں پڑ رہا اور وہ آپ سے نفرت نہیں کرتے ۔ مَیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پاکستان میں ایک بھاری اکثریت ایسی ہے جس نے مسلسل الزام تراشیاں دیکھ کر اور بہتان سُن سُن کر جماعت کی ایک ایسی خوفناک تصویر دل میں بٹھالی ہے کہ وہ اس تصویر سے نفرت کرتے ہیں اس کے باوجود ان کی فطرت کی سچائی جو صدیوں سے اسلام نے اُن کے اندر داخل کر کے اُن پر اسلام کی سچائی کی چھاپ لگا دی ہے وہ سچائی ان کو بتاتی ہے کہ یہ سب اپنی جگہ لیکن خدا کے نام پر خون کا خرابہ، خدا کے نام پر قتل و غارت، خدا کے نام پر فساد یہ اسلامی تعلیم کے خلاف ہے ۔ پس وہ اپنے علماء کی اس آخری دعوت کو رد کر دیتے ہیں ۔ باوجود اس کے کہ اُن کے الزامات کو قبول کرتے ہیں ۔ یہ وہ ایسی چیز ہے جو ایک گہرے تجزیے کے نتیجے میں حاصل ہوتی ہے ۔ پس یہ ممکن ہے اور عملاً ایسا ہو رہا ہے کہ پاکستان کی بھاری اکثریت آپ سے نفرت کرنے کے باوجود ظلم پر آمادہ نہیں ہے اور وہ بہت تھوڑے لوگ ہیں جو ظلم میں ملوث ہوئے اور جنہوں نے علماء کی باتوں میں لگ کر جماعت احمدیہ کو کسی قسم کا نقصان پہنچایا ۔ ان کا کیا قصور ہے ان کی نفرت بھی ان کے بھولے پن کی دلیل ہے ۔ ان کی سادگی کی دلیل ہے ۔ ان کی نفرت میں بھی دراصل بنیادی طور پر ایک محبت کارفرما ہے ۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے مسلمان کو اتنی محبت ہے کہ خواہ اسے دین کا کچھ بھی علم نہ ہو، خواہ وہ کبھی نماز کے قریب تک نہ بھٹکا ہو اس نے کبھی محرمات سے پرہیز نہ کیا ہو ۔ خواہ اس نے کبھی کوئی نیکی نہ کی ہو مگر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اس کے ایمان کا جز ہے ۔ اس کے رگ و پے میں پیوستہ ہے ۔ وہ یہ سمجھتا ہے اور یقین رکھتا ہے کہ میں خواہ کچھ بھی نہ کروں یا ہر قسم کے گناہ کروں، یہ محبت میری بخشش کا موجب بن جائے گی ۔

پس دشمن جب آپ پر حملہ کرتا ہے تو اس محبت کی راہ سے حملہ کرتا ہے اور یہی محبت ہے جب وہ ان کے نزدیک امر واقعہ کے خلاف زخمی ہوتی ہے تو اس کے نتیجے میں وہ آپ سے نفرت کرتے ہیں ۔ ان کی سادگی ہے ۔ ان کی جہالت ہے ۔ ماحول کی بدبختی ہے ۔ حکومت کی بدنصیبی ہے کہ جھوٹ کو پرورش کرنے کی کھلی اجازت دیتی ہے اور جھوٹ کی تشہیر کی سرپرستی کرتی ہے لیکن ان عوام الناس کا کوئی قصور نہیں پس ان کو تعاون کے لئے ضرور بلائیں ۔ ہر نیک کام میں ان سے تعاون کے لئے اپنے

آپ کو پیش کریں خواہ اس تعاون کی راہ میں آپ کو قربانی بھی دینی پڑے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ جہاں نفرتیں پنپ رہی ہوں وہاں تعاون کی وجہ سے بھی بعض دفعہ قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔ ابھی حال ہی میں بہاولپور سے یہ اطلاع ملی ہے کہ وہاں احمدی طالب علموں کی اور ڈاکٹروں کی ایک ٹیم جو علاقے میں محض بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے کیمپ لگایا کرتی تھی اور غریب اور نادار مریضوں کے لئے دوائیاں بھی خود لے کر جاتی تھی تا کہ ان کی تشخیص بھی کرے اور مفت علاج بھی مہیا کرے۔ ان میں سے ایک ٹیم کے متعدد افراد اس الزام میں قید کر لئے گئے ہیں کہ تم نے خدمت خلق کا یہ کیمپ کیوں لگایا ہے؟ اس سے مسلمانوں کے دل مجروح ہوئے ہیں اور ان کی بڑی سخت بے عزتی ہوئی ہے یعنی حد سے زیادہ ان کی دل آزاری کی گئی ہے کہ احمدی اٹھ کے بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے نکلے ہیں۔ جو بھی بہانہ بنایا گیا، جو بھی عذر تراش کیا گیا۔ بنیادی نقطہ یہی ہے کہ علماء اس بات پر آگ بگولہ ہو گئے کہ احمدی بنی نوع انسان کی خدمت کیلئے نکلتے ہیں پس نیکی پر تعاون سے بھی بعض اوقات سزا ملا کرتی ہے لیکن یہ سزا ہمارے مقدر میں ہے۔ یہ سزائیں ہمارے راستے روک نہیں سکتیں اس لئے اور جو چاہیں حکمت کی راہ اختیار کریں نیکی میں تعاون کی راہ میں اگر بعض حائل ہو، اگر تعصّبات حائل ہوں، اگر نفرتیں حائل ہوں، اگر دکھ بھی اٹھانے پڑیں تو نیکی میں تعاون سے باز نہیں آنا بلکہ اس تعاون کے دائروں کو بڑھاتے چلے جانا ہے۔ یہ کام احمدی کو صرف پاکستان میں ہی نہیں، ساری دنیا میں کرنا ہے اور ہم سب دنیا میں مختلف رنگ میں کر رہے ہیں لیکن اب جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے، ہم تیسرے دَور میں داخل ہوئے ہیں تو اپنے بھائیوں کو اب یہ پیغام نہ دیں کہ آؤ اور ہم سے بحثیں کرو۔ اگر چہ کچھ عرصہ کے بعد یہ دَور پھر شروع ہو جائے گا۔ یہ مراد نہیں ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے جب مباہلے کے بعد تعاون کے لئے بلایا تو پھر ہمیشہ کے لئے مناظرے کی راہیں بند ہو گئی تھیں۔ میں یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ ان ادوار میں مجادلے بار بار حرکت میں آتے ہیں۔ انہیں ادوار میں اور اسی ترتیب سے بار بار روحانی اور مذہبی مقابلے ہوا کرتے ہیں۔ پس یہ ترتیب پھر بھی جاری ہو گی مگر اس وقت ہم جس دور میں ہیں، یہ تیسرا دَور ہے پس قرآن کریم کے حکمت کے پیغام کو سمجھیں اور اس میں گہری حکمت پوشیدہ ہے۔ اس پیغام میں ہمارے لئے بہت ہی فوائد مضمر ہیں۔ ہر موسم کے مطابق کام کئے جاتے ہیں۔ موسم کے مطابق فصلیں بوئی جاتی ہیں موسم کے مطابق باغ لگائے جاتے

ہیں اور موسموں کے مطابق ہی فصلوں کو پھل لگتے ہیں اور باغوں کو پھل لگتے ہیں۔اب مباہلے کے بعد یہ موسم آ گیا ہے کہ آپ نیکیوں میں تعاون کی پیشکش کریں اور دوبارہ اپنے رُوٹھے ہوئے بھائیوں میں تعاون کی راہ سے داخل ہوں۔ان کی خدمتیں کریں اور اچھے کاموں میں ان کو خدمت کے لئے بلائیں کیونکہ تعاون سے مراد یہ نہیں کہ یک طرفہ خدمت کریں۔ یہ وہ پہلو ہے جسے جماعت کو ضرور پیش نظر رکھنا چاہئے۔اگر وہ کیمپ لگانے والے احمدی لفظ تعاون پر پورا غور کرتے اور ان کو یہ پیشکش کرتے کہ ہم خدمت کر رہے ہیں آؤ دوسرے ڈاکٹرز جو احمدی نہیں ہو، دوسرے نیک دل طالب علمو جو کچھ طبابت کا فن جانتے ہو،تم بھی ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ بنی نوع انسان کی بھلائی کے تقاضے یہ ہیں کہ ہم مل کر ان کی خدمت کریں اور کوئی اختلافی عقائد زیر بحث نہ لائیں تو قرآن کریم کی تعلیم کے عین مطابق ہوتا اور اس صورت میں آپ کی حفاظت کے بھی بہتر سامان ہوتے۔

پس اب تعاون کی راہ کو اختیار کریں کیونکہ کَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ میں دراصل تعاون کی تعلیم دی گئی ہے۔ چنانچہ سورۂ آل عمران کے بعد سورہ مائدہ میں اسی مضمون کو تعاون کے رنگ میں کھول کر بیان فرما دیا گیا جیسا کہ سورۂ مائدہ آیت ۳ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور وہ مضمون جس کی انتہا تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ پر ٹوٹی تھی ،اُسے قرآن کریم نے سورۂ مائدہ کے آغاز ہی میں پھر اُٹھالیا اور ان لفظوں میں مخاطب ہوا۔

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۳﴾

(المائدة:۳)

دیکھئے! یہ مضمون کتنی وضاحت کے ساتھ اور کتنی عمدگی کے ساتھ جماعت احمدیہ کے حالات پر صادق آتا ہے۔آپ نے بار بار امت محمدیہ کے لئے قربانیاں دیں۔تمام دنیا میں اسلام کے جہاد کا آغاز اس دور میں جماعت احمدیہ نے کیا۔مُلک مُلک اور براعظم سے براعظم اس جہاد کو پہنچایا۔ جب اس خدمت کے لئے آپ میدان میں نکلے تھے تو اور کوئی آپ کا شریک،کوئی ساجھی،کوئی رقیب نہیں

تھا۔کوئی تیل کی دولت سے امیر ہونے والی اسلامی مملکت نہیں تھی جس کو یہ خیال آیا ہو کہ ہم بھی دین اسلام کی خدمت کے لئے نکلیں ۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظہور کے بعد یہ سارا میدان احمدیوں کے سوا خالی پڑا تھا۔ احمدی ہی تھے جو اس میدان میں ہر طرف آگے بڑھ رہے تھے۔غریب تھے، کمزور تھے، بے طاقت تھے لیکن اس کے باوجود وہی تھے جو اسلام کے مجاہد بن کر ان میدانوں میں ہر طرف پھیل گئے ہیں۔افریقہ بھی پہنچے، یورپ بھی پہنچے، امریکہ بھی پہنچے، چین بھی پہنچے، جاپان بھی پہنچے جہاں جہاں احمدیت کے جیالوں کو خدا نے توفیق بخشی وہ اسلام کا پیغام لے کر نکل کھڑے ہوئے کوئی اور میدان میں نہیں تھا۔ پھر ادوار بدلے، پھر دولتیں عطا ہوئیں ۔بعض ایسے ملکوں کو جو دوسرے مما لک کے محتاج تھے خدا نے ان کو اپنے خاص فضل کے ساتھ مالی لحاظ سے اتنا نوازا، اتنا نوازا کہ اُن کے خزانے بھر گئے ۔اُن کے خزانے بھر بھر کر بہنے لگے۔اُن کی دولتوں سے غیروں کے خزانے بھر گئے اور ساری دنیا میں اُن کو دولت کی ایک ایسی طاقت نصیب ہوئی کہ جس کے ذریعہ اگر وہ چاہتے تو بہت اچھے اچھے کام کر سکتے تھے لیکن بہر حال یہ ایک الگ کہانی ہے۔ بتانا میں آپ کو یہ چاہتا ہوں کہ اب اس کے بعد یعنی یہ دَور جو آپ کے تنہاء خدت کا دَور تھا یہ دَور ختم ہوا اور بہت سے اسلام کے خدمت کرنے والے اس میدان میں آئے اور جب آپ کے ساتھ رقابت شروع ہوئی ، جب آپ کے ساتھ مقابلے شروع ہوئے تو دو طرح سے انہوں نے آپ کا مقابلہ کیا۔ یعنی بجائے اس کے کہ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى سے کام لیتے اُنہوں نے نیکیوں میں آپ کو پیچھے دھکیلنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی ۔ یہ دَور بھی سمجھنے کے لائق ہے اور توجہ کے لائق ہے تا کہ آپ اس کی روشنی میں اپنے لئے بہتر لائحہ عمل تجویز کر سکیں ۔ یہ وہ دَور ہے جس میں یہ اس بات پر راضی نہیں ہوئے کہ اب ہمیں خدا نے توفیق دی ہے ہم بھی اسلام کی خدمت کریں گے، ہم بھی اُن سب میدانوں میں احمدیوں کا مقابلہ کریں گے اور زیادہ بلند آواز سے ، زیادہ دلکش آواز سے لوگوں کو اسلام کی طرف بلائیں گے جس اسلام کو ہم اسلام سمجھتے ہیں لیکن انہوں نے آپ کی راہیں روکنے کی کوشش کی ۔ ہر نیکی کی راہ میں کھڑے ہو گئے اور کہا کہ صرف ہم نیکی کریں گے، تمہیں نیکی نہیں کرنے دینی ۔آپ کی نمازوں کی راہوں میں حائل ہو گئے، آپ کی اذانوں کی راہوں میں حائل ہو گئے، آپ کے کلمے کی راہ میں حائل ہو گئے، آپ کی حج کی راہ بند کر دی۔

حج چونکہ عبادتوں کا معراج ہے اِس لئے قرآن کریم نے حج کے مضمون میں یہ سارے مضامین بیان فرما دیئے ہیں۔ فرماتا ہے وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔ اے خدا کے سچے اور مخلص بندو! یادرکھو کسی قوم کی یہ دشمنی کہ اُس نے تمہیں نیکی کے معراج سے روک دیا ہے وہ تمہارے اور حج کے درمیان کھڑی ہوگئی ہے اور تمہاری حج کی راہیں بند کردی ہیں۔ یہ بھی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ اُن سے تم کسی قسم کی زیادتی کرو۔ یوں معلوم ہوتا ہے جس طرح احمدیوں کو سامنے رکھ کر یہ آیت نازل ہوئی ہے اور احمدیوں کو مخاطب ہو کر ایک نصیحت کر رہی ہے۔ فرمایا۔ ان کی سب دشمنیوں کے باوجود، باوجود اس کے کہ انہوں نے تمہاری نیکی کی ہر راہ روکنے کی کوشش کی ہے۔ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى۔ تمہاری شان یہ ہے، یہ میرا تمہیں پیغام ہے اور یہی میری تم سے توقعات ہیں کہ تم نیکی کی ہر بات میں ان لوگوں سے تعاون کرو گے جو نیکی کی ہر بات میں تمہارے سے دشمنی کر رہے ہیں اور عدم تعاون نہیں بلکہ نیکی کی راہیں روکنے کے لئے چھاتیاں تان کے تمہارے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ تم نے ایسا نہیں کرنا۔ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ گناہوں میں اور زیادتیوں میں ان سے تعاون نہیں کرنا۔ اب یہ دونوں پیغام دراصل جماعت احمدیہ کے اس دَور پر کمال صداقت کے ساتھ اور کمال شان کے ساتھ اور کمال وضاحت کے ساتھ اطلاق پا رہے ہیں۔ پیغام یہ ہے کہ جب تم سے یہ بدی کی توقع رکھتے ہوں، جب اس بات میں تعاون مانگیں کہ تم مسجدوں پر لکھے ہوئے کلمات مٹا دو۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ مٹا دو۔ بِسْمِ اللّٰهِ کے لکھے ہوئے فلیگ اُتار پھینکو یا سینے سے وہ بیج نوچ لو جن پر خدا کا نام لکھا ہوا ہے یا مسجدیں آباد کرنی بند کر دو یا نمازیں پڑھنی ختم کر دو۔ ہر قسم کی نیکیاں جن کے متعلق یہ تم سے تعاون مانگ رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم سے تعاون کرو اور امن کی خاطر اور فساد کو دور کرنے کی خاطر تم ان سب نیکیوں سے باز آ جاؤ تو پھر ہم تمہیں یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس ملک میں امن قائم کر دیں گے۔ فرمایا۔ یہ وہ باتیں ہیں جن میں ان سے ہرگز تعاون نہیں کرنا۔ کسی قیمت پر اس سے تعاون نہیں کرنا ہاں نیکیوں میں تعاون کے لئے اب بھی اپنے آپ کو ان کے سامنے پیش کرو اور ہر وہ اچھی بات جو یہ کرتے ہیں اس میں آگے بڑھ کر ان کے ہاتھ بٹانے کی کوشش کرو۔ پس دنیا میں جہاں جہاں بھی اسلام کے غیر قوموں سے مقابلے ہو رہے ہیں یا بنی نوع انسان کی

ہمدردی میں کسی قسم کے اجتماعی کام کی، اجتماعی کوشش کی ضرورت ہے وہاں جماعت احمدیہ کو اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں سے خصوصیت کے ساتھ تعاون کرنا چاہئے۔ مغربی دنیا میں عیسائی ہوں یا یہودی ہوں، جہاں وہ نیکی کا کام کرتے ہیں جماعت احمدیہ کو آگے بڑھ کر اُن سے تعاون کرنا چاہئے۔ جہاں بھی مسلمان تنظیمیں کسی قسم کی نیکی کا کام کر رہی ہیں۔ اپنے آپ کو پیش کرنا چاہئے اور ان سے تعلقات کو دوبارہ قائم کرنا چاہئے۔ پس میں اُمید رکھتا ہوں کہ قرآن کریم کے اس واضح پیغام کو سمجھنے کے بعد جماعت اب تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى کے دور میں داخل ہوگی اور بلند آواز سے ان کو دعوتیں دے گی کہ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ کہ اے اہل کتاب! ہم تمہیں اس قدر مشترک کی طرف بلاتے ہیں جو ہمارے اور تمہارے درمیان ایک ہے اور وہ ساری نیکی کی باتیں جن کو تم بھی تسلیم کرتے ہو اور ہم بھی تسلیم کرتے ہیں، ہم تمہیں اُن نیکی کی باتوں میں تعاون کی دعوت دیتے ہیں اور تعاون کا یقین دلاتے ہیں۔ آپ یہ سب کچھ کریں گے۔ مجھے یقین ہے کہ کریں گے اور خدا سے جزاء پائیں گے مگر جہاں تک احمدیت کے معاندین کا تعلق ہے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ وہ اپنی راہ بدلنے والے نہیں۔ وہ جس ضد پر قائم ہو چکے ہیں اُن کو صرف ایک چیز ہے جو اطمینان بخش سکتی ہے وہ ہے احمدیت کا کلیۃً صفحۂ ہستی سے مٹ جانا اور جہاں تک ان کی اس مراد کا تعلق ہے ہم مجبور اور بے بس ہیں۔ اس پہلو سے ہم اُن کے سینے ٹھنڈے نہیں کر سکتے بلکہ اس پہلو سے ہمارے مقدر میں یہ بات لکھ دی گئی ہے کہ ہم دن بدن بڑھتے چلے جائیں گے اور ترقی کرتے چلے جائیں گے اور ان کے سینوں کی یہ آگ اور زیادہ، اور زیادہ بھڑکتی چلی جائے گی۔ اس لئے نہیں کہ ہم اُن کو جلانا چاہتے ہیں اس لئے نہیں کہ ہم دنیا کو تکلیف دینے کے لئے بنائے گئے ہیں بلکہ اس لئے کہ یہ ایک بے اختیاری ہے خدا کی راہ میں آگے بڑھنا یہ ایک ایسا امر مجبوری ہے جس سے ہم باز نہیں آسکتے۔ اس کے بغیر ہماری زندگی بے حاصل اور بے معنی بن جاتی ہے۔ پس ترقی کی راہوں میں آپ آگے بڑھتے چلے جائیں، تعاون کی روح کے ساتھ آگے بڑھتے چلے جائیں لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ مخالفتیں پھر بھی کم نہیں ہوں گی۔ یہ نہ سمجھنا کہ اس کے بعد مخالفتیں ٹھنڈی پڑ جائیں گی اور دشمن کو چین نصیب ہوگا۔ دشمن کو صرف ایک چیز ہے جو چین دے سکتی ہے اور وہ آپ کی موت ہے۔ آپ کی موت ہے جو دشمن کے دل کا سکون بن سکتی ہے لیکن آپ

زندہ رہنے کے لئے اور لوگوں کو زندہ کرنے کے لئے بنائے گئے ہیں۔ اس لئے دشمن کا سکون آپ کے بس میں نہیں ہے، آپ کے اختیار میں نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے اس مجادلے کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا ہے۔ جس مجادلے میں آپ ہمیشہ ہر پہلو سے لحظہ لحظہ مصروف رہے اور یہ الفاظ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مَیں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں، یہ اپنی ذات میں جامع مانع اور بات کو درجۂ کمال تک پہنچانے والے ہیں۔ پس ہوگا وہی جو اس تحریر میں لکھا ہے اور دنیا کی کوئی طاقت نہیں ہے جو اس تحریر کو مٹا دے مگر اس کے باوجود ہمیں جہاں تک ہمارا بس چل سکتا ہے، ممکن ہو سکتا ہے، ہر پہلو سے نیکی میں اپنے معاندین اور مخالفین سے بھی تعاون کرنا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

”میں امید رکھتا ہوں کہ قبل اس کے جو میں اس دنیا میں گزر جاؤں میں اپنے اُس حقیقی آقا کے سواء دوسرے کا محتاج نہیں ہوں گا اور وہ ہر ایک دشمن سے مجھے اپنی پناہ میں رکھے گا۔ فالحمد للہ اولًا و اٰخرًا ظاھرًا و باطناً ھو ولی فی الدنیا و الاخرۃ و ھو نعم المولٰی و نعم النصیر ۔اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ میری مدد کرے گا اور وہ مجھے ہرگز ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ اگر تمام دنیا میری مخالفت میں درندوں سے بدتر ہو جائے تب بھی وہ میری حمایت کرے گا۔ میں نامرادی کے ساتھ ہرگز قبر میں نہیں اتروں گا کیونکہ میرا خدا میرے ہر قدم میں میرے ساتھ ہے اور میں اس کے ساتھ ہوں۔ میرے اندرون کا جو اس کو علم ہے کسی کو بھی علم نہیں۔ اگر سب لوگ مجھے چھوڑ دیں تو خدا ایک اور قوم پیدا کرے گا جو میرے رفیق ہوں گے۔ نادان مخالف خیال کرتا ہے کہ میرے مکروں اور منصوبوں سے یہ بات بگڑ جائے گی اور سلسلہ درہم برہم ہو جائے گا مگر یہ نادان نہیں جانتا کہ جو آسمان پر قرار پا چکا ہے زمین کی طاقت میں نہیں کہ اس کو محو کر سکے۔ میرے خدا کے آگے زمین و آسمان کانپتے ہیں۔ خدا وہی ہے جو میرے پر اپنی پاک وحی نازل کرتا ہے اور غیب کے اسرار سے مجھے اطلاع دیتا ہے۔ اُس کے سوا کوئی خدا نہیں اور ضروری ہے کہ وہ

اس سلسلہ کو چلاوے اور بڑھاوے اور ترقی دے جب تک وہ پاک اور پلید میں فرق کر کے نہ دکھلاوے۔ ہر ایک مخالف کو چاہئے کہ جہاں تک ممکن ہو اس سلسلہ کے نابود کرنے کے لئے کوشش کرے اور ناخنوں تک زور لگا دے اور پھر دیکھے کہ انجام کار وہ غالب ہوا یا خدا......‘‘

کتنی عظیم تحریر ہے اور سوائے اس کے کہ ایک عارف باللہ جو کامل خدا کی تائید پر یقین رکھتا ہو، وہ یہ تحریر نہیں لکھ سکتا۔ یہ بھی ایک معجزہ ہوتا ہے۔ وہ سچائی کا معجزہ جو تحریر میں سچائی کو اس طرح کوٹ کوٹ کر بھر دیتا ہے کہ ہر لفظ سچائی کی طاقت سے ہمیشہ کے لئے زندہ ہو جاتا ہے اور یہاں دیکھیں یہ نہیں فرمایا کہ پھر دیکھے کہ انجام کار وہ غالب ہوا یا میں بلکہ فرمایا ’’پھر دیکھے کہ انجام کار وہ غالب ہوا یا خدا‘‘ کیونکہ آپ جانتے ہیں اور کامل یقین رکھتے ہیں کہ خدا آپ کے ساتھ ہے اور آپ کو تباہ کرنا دراصل خدا کو تباہ کرنے کے ارادے کے مترادف بن جاتا ہے۔ پھر فرماتے ہیں:

’’...... پہلے اس سے ابوجہل اور ابولہب اور ان کے رفیقوں نے حق کے نابود کرنے کے لئے کیا کیا زور لگائے تھے مگر اب وہ کہاں ہیں وہ فرعون جو موسیٰ کو ہلاک کرنا چاہتا تھا اب اس کا کچھ پتا ہے؟ پس یقیناً سمجھو کہ صادق ضائع نہیں ہوسکتا وہ فرشتوں کی فوج کے اندر پھرتا ہے۔ بدقسمت وہ جو اس کو شناخت نہ کرے۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۲۹۴، ۲۹۵)